رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

Regd. No. L. 5254

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

خطبہ نمبر

الفضل

لاہور ۔ پاکستان

یوم یکشنبہ

فی پرچہ ۱ر

شرح چندہ

سالانہ	۲۱ روپے
ششماہی	۱۱ ″
سہ ماہی	۶ ″
ماہوار	۲ ۱/۲ ″

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲ | ۳۰ صلح ۱۳۲۸ ہش | ۲۹ ربیع الاول ۱۳۶۸ھ | ۳۰ جنوری ۱۹۴۹ء | نمبر ۲۴

اخبار احمدیہ

لاہور ۲۹ ماہ صلح سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت کمردرد اور ضعف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

برطانیہ کی طرف سے اسرائیلی حکومت کو عملاً تسلیم کرنیکا اعلان

بلجیئم۔ ہالینڈ اور لکسمبرگ نے بھی اسی قسم کا اعلان کر دیا

لنڈن ۲۹ جنوری برطانیہ کے دفتر خارجہ نے ایک اعلان جاری کیا ہے جسمیں بتایا گیا ہے کہ برطانوی حکومت نے فلسطین کی اسرائیلی حکومت کو عملی طور پر تسلیم کر لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس فیصلہ سے قبل برطانیہ نے دولت مشترکہ کی جملہ حکومتوں سے مشورہ کر لیا تھا۔ بلجیئم۔ ہالینڈ اور لکسمبرگ نے بھی اسی قسم کا اعلان کر دیا ہے۔

دفتر خارجہ نے بتایا ہے کہ برطانیہ نے کافی غور و خوض کے بعد اسرائیلی حکومت کو عملاً تسلیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے دولت مشترکہ کے ممالک میں سے پاکستان ہندوستان اور لنکا کی حکومتوں نے اس فیصلہ کی مخالفت کی تھی۔ برطانوی حکومت سردست اسرائیلی حکومت کو قانوناً تسلیم نہیں کر رہی۔ اور اس سلسلے میں مناسب وقت تک غور کرے گی۔ اس اقدام کا یہ مطلب نہیں ہے کہ برطانیہ نے اسرائیلی حکومت کی موجودہ حدود کو بھی تسلیم کر لیا ہے کیونکہ حدود کا فیصلہ اتحادی اقوام ہی کریںگی۔

بلجیئم۔ ہالینڈ اور لکسمبرگ نے بھی برطانیہ کی طرح اسرائیلی حکومت کو عملاً تسلیم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ فرانس پہلے ہی اس قسم کا اعلان کر چکا ہے۔

لنڈن کے سفارتی حلقوں نے اس فیصلے کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا۔ ان کی رائے میں اس فیصلے سے عربوں کے جذبات کو ٹھیس لگیگی۔ اور وہ یہ محسوس کرینگے۔ کہ مشرق وسطی کی سیاست میں مستقل طور پر یہودی اثر و نفوذ قائم کیا جا رہا ہے۔

عوام کے مفاد کیخاطر دفعہ ۹۲ نافذ کیگئی ہے

راولپنڈی ۲۹ جنوری۔ مسٹر لیاقت علی خاں وزیراعظم پاکستان نے فوج کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا آپ نے اسلام اور پاکستان کی حفاظت کیلئے جو بہادرانہ کارنامے کئے ہیں۔ ان کیلئے قوم آپکی احسان مند ہے اور آپکے کارناموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے گجرات میں تشریف لانے پر آپکی خدمت میں ضلع گجرات ۴۰ کی طرف سے کشمیر ریلیف فنڈ کیلئے پچاس ہزار روپیہ کا چیک پیش کیا گیا۔ گجرات میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے کہا مغربی پنجاب میں وزارت توڑنے کی کارروائی خالصاً عوام کے فائدے کے لئے کی گئی ہے۔

برازیل سے ۴۰ ہزار ٹن چینی اور خریدی گئی

کراچی ۲۹ جنوری امید ہے کہ عنقریب دس ہزار ٹن چینی بیرونی ممالک سے کراچی پہنچ جائے گی برازیل سے چالیس ہزار ٹن چینی اور خریدی گئی ہے جو امید ہے کہ آئندہ چار ماہ کے اندر کراچی آجائے گی۔

کتاب "انقلاب چین زندہ باد" ضبط کر لی گئی

لاہور ۲۹ جنوری۔ حکومت مغربی پنجاب نے احکام جاری کئے ہیں۔ کہ "انقلاب چین زندہ باد" کے عنوان کی دستاویز یا کتاب کی ہر ایک کاپی کو جہاں کہیں ملے ضبط کیا جائے۔ اس نام کی کتاب کو عبد اللہ ملک نے کوآپریٹو کیپٹل پریس لاہور سے چھپوا کر قومی دارالاشاعت وائی۔ ایم۔ سی۔ اے بلڈنگ مال روڈ۔ لاہور سے شائع کیا ہے۔

دوسری تمام کتابیں۔ اخبارات یا دستاویزات بھی جن میں اس کتاب کی عبارت دی گئی ہو ضبط کئے جائیں گے۔ حکومت نے ایکٹ بابت انڈین پریس (اختیارات ضروری) مجریہ ۱۹۳۱ء کی دفعہ ۱۹ کے تحت یہ قدم اٹھایا ہے کیونکہ اس کتاب میں ایسا مواد پایا جاتا ہے جس سے حکومت پاکستان کے خلاف بے چینی پھیلانا مقصود ہو۔

کراچی ۲۹ جنوری۔ مصری سفیر نے قائد اعظم کے مزار پر پھول چڑھائے اور دعا کی۔ آپ نے قائد اعظم کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا۔

الحاج خواجہ ناظم الدین مشرقی پاکستان پہنچ گئے

ڈھاکہ ۲۹ جنوری۔ آج سوا تین بجے بعد دوپہر الحاج خواجہ ناظم الدین گورنر جنرل پاکستان بذریعہ طیارہ ڈھاکہ پہنچ گئے۔ آپ گورنر جنرل بننے کے بعد پہلی بار مشرقی پاکستان تشریف لے گئے ہیں ہوائی اڈے پر مشرقی بنگال کے گورنر۔ وزیر اعظم مسٹر نور الامین۔ نواب صاحب ڈھاکہ۔ صوبہ مسلم لیگ کے صدر مولانا محمد اکرم خان ہائی کورٹ کے چیف جسٹس پاکستان مجلس دستور ساز کی حزب مخالف کے لیڈر اور دیگر متعدد ممتاز اصحاب نے آپ کا خیر مقدم کیا۔

طیارے سے اترنے پر وزیر اعظم نے مختلف اصحاب سے آپ کا تعارف کرایا۔ آپ کا دورہ دو ہفتے تک رہیگا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی بھی گورنر جنرل کے ہمراہ مشرقی پاکستان گئے ہیں۔

ہالینڈ نے جمہوری حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا

سلامتی کونسل کیطرف سے جمہوری لیڈروں کو رہا کرنے کا مطالبہ

لیک سیکس ۲۹ جنوری۔ سلامتی کونسل نے چار ملکوں کی یہ قرارداد منظور کر لی ہے کہ حکومت ہالینڈ کو چاہیئے۔ کہ انڈونیشیا میں جنگ فوراً بند کر دے۔ اور جمہوری حکومت کے تمام لیڈروں کو فوراً رہا کر دے روسی نمائندے نے یہ تجویز پیش کی کہ ہالینڈ کی فوج کو فوراً انڈونیشیا سے نکل جانا چاہیئے لیکن کونسل نے اس تجویز کو منظور نہ کیا۔ ہالینڈ کے نمائندے نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا میں اس تجویز کے صرف وہی حصے مان سکتا ہوں۔ جو ہالینڈ کے مفاد کے خلاف نہ ہوں۔ انڈونیشیا میں قیام امن کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے ہم بہر حال اسے ادا کرینگے۔ مجھے ڈر ہے۔ کہ اس تجویز کو منظور کرنے کے نتیجہ میں ہالینڈ اور کونسل کے تعلقات کشیدہ ہو جائیں۔ تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ہالینڈ نے جمہوری حکومت کو تسلیم کرنے کا جو فیصلہ کیا تھا۔ اب اسے واپس لیا ہے

"نقوش"۔ "ادب لطیف" اور "سویرا" سے پابندی اٹھالی گئی

لاہور ۲۹ جنوری۔ حکومت مغربی پنجاب نے ماہوار رسالہ "نقوش" اور "ادب لطیف" اور دو ماہ رسالہ "سویرا" کی اشاعت پر ایکٹ تحفظ عامہ پنجاب مجریہ ۱۹۴۷ء کے تحت چھ ماہ کے عرصہ کے لئے جو پابندی عائد کی تھی۔ اسے واپس لے لیا ہے۔ حکومت نے صوبائی پریس ایڈوائزری کمیٹی کے مشورہ پر یہ کارروائی عمل میں لائی ہے توقع ہے کہ آئندہ یہ رسالے ایسے مضامین لکھنے سے اجتناب کرینگے۔ جس سے پاکستان میں امن عامہ میں خلل پیدا ہونے کا اندیشہ ہو یا جو نظام حکومت میں بد دلی پھیلنے کا باعث ہوں۔

ایک چور ڈاکٹر

لاہور ۲۹ جنوری۔ آج بعد دوپہر جسونت بلڈنگ میٹیالہ ہاؤس سے ایک چور کو جبکہ وہ مال مسروقہ لے کر بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا۔ گرفتار کر لیا گیا۔ ملزم جو گرم سوٹ زیب تن کئے ہوئے تھا اپنے آپ کو "ڈاکٹر" بتاتا ہے۔ اور بڑی روانی سے انگریزی زبان میں کلام کر سکتا ہے۔ ملزم مغل منڈی میں زیر حراست ہے۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

پرنٹر و پبلشر عبد الحمید بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر میکلیگن سے شائع کیا۔

روزنامہ
الفضل
۳۰ جنوری ۱۹۴۹ء

برعظیم ہند میں اسلام کی رفتار

اگرچہ برعظیم ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے سے بھی پہلے تبلیغ اسلام کا کام شروع ہو گیا تھا۔ اور بہت سے مردانِ خدا اس میدان میں جہاد کر رہے تھے۔ لیکن ان لوگوں کا کام اس دہقان کے کام سے ملتا تھا جو ابھی زمین کو قابلِ کاشت بنانے کی تیاری کر رہا ہو۔ شاہانِ افغان کے عہد میں ہم ہندوستان کے مختلف گوشوں میں ان چراغوں کو روشن دیکھ سکتے ہیں۔ جو ایران اور عرب دنیا سے گویا اللہ تعالےٰ کے اشارے سے اس تاریک برعظیم میں گھس آئے تھے۔ وسط ہند میں خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ اور شمال میں خواجہ علی ہجویری علیہ الرحمۃ اور ان دونوں بزرگوں کے مریدوں نے دین کا چراغ روشن کر دیا تھا۔ ان کے علاوہ بھی کئی ایک بزرگ تھے۔ جو بغیر کسی دنیاوی مدد کے دین کا کام کر رہے تھے۔ ان بزرگوں نے بہت کام کیا۔ انہی نے دراصل یہاں اسلام کی بنیادیں قائم کیں۔ اور ان کو اتنا پختہ کیا۔ کہ ان پر ایک عظیم الشان عمارت تیار کی جا سکے۔

محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے لے کر ابراہیم لودھی تک جن مسلمان بادشاہوں نے اس برعظیم پر حکومت کی ہے۔ اگرچہ ان میں سے اکثر دیندار تھے۔ اور اسلام کی محبت رکھتے تھے۔ لیکن وہ اپنی سلطنت کے کاروبار میں اتنے مصروف تھے۔ کہ ان کو تبلیغ اسلام کی طرف بہت کم توجہ تھی۔ لیکن اس کمی کو ان بزرگوں نے پورا کر دیا تھا۔ جو گویا تمام اسلامی دنیا سے اس ملک میں کھنچ آئے تھے۔ اس طویل عہد میں ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے مبلغ جو بطور خود کام کرتے تھے۔ اور صرف درویشانہ سلسلوں سے تعلق رکھتے تھے ملک کے کونے کونے میں پھیل گئے تھے۔ اگرچہ ان بزرگوں نے جیسا کہ ہم سنتے [illegible] بڑا کام کیا۔ لیکن ان کا کام زیادہ تر زمین کی تیاری اور اسلام کا بیج بکھیرنے کے مترادف تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ بزرگ ہندوستان میں وارد نہ ہوتے۔ تو صرف مسلمان بادشاہوں سے جہاں تک تبلیغ اسلام کا تعلق ہے شاید کچھ بھی نہ ہو سکتا۔ یہ صرف ان بزرگوں کی محنتوں کا نتیجہ تھا۔ کہ اس عہد میں یہاں اسلام نے جڑیں مضبوط کر لیں۔ ان ہی بزرگوں کے طفیل ہندوستان اس وقت تمام اسلامی دنیا میں اسلامی تعلیم کے لحاظ سے پہلے نمبر پر آ گیا تھا۔ جس طرح اس عہد میں ہندوستان اسلامی حکومت کے لحاظ سے دوسرے اسلامی ممالک کے مقابلہ میں عروج پر تھا۔ اسی طرح تبلیغ اسلام کے لحاظ سے بھی تمام دوسرے ملکوں سے بڑھا ہوا تھا۔ اس کی وجہ زیادہ تر یہی تھی کہ دوسرے اسلامی ملکوں میں تبلیغ کا میدان اتنا وسیع نہ رہا تھا۔

اس عہد میں اگرچہ یہاں بڑے بڑے دیندار اور بزرگ پیدا ہوئے۔ لیکن عوام جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ وہ اپنے ساتھ اپنی قدیم رسومات اور عادتوں کو بھی لیتے آئے۔ اور جو اسلامی سوسائٹی یہاں بنی اسلامی شعار کے ساتھ ساتھ غیر اسلامی عناصر بھی اس کے ساتھ چمٹے رہے۔ یہاں تک کہ خود وہ لوگ بھی جو دعوت الی الحق کا فرض ادا کر رہے تھے ہندو فلسفہ اور ہندو نظریہ مذہب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور ویدانت کے اثر سے ایسے صوفی بھی مسلمانوں میں پیدا ہو گئے۔ جو ٹھیٹھ اسلام کے اصولوں سے بہت الگ ہو گئے۔ اور مسلمانوں میں بھی اسی قسم کے ادارے اور تکیے رونما ہو گئے۔ جس طرح کہ ہندوؤں کے اکھاڑے وغیرہ تھے۔ مغلیہ خاندان نے جب عنان حکومت سنبھالی۔ تو اس وقت تمام اسلامی دنیا میں ایک جمود شروع ہو چکا تھا۔ ہندوستانی تصوف نے افغانستان کے راستہ سے دور تک اپنی راہ نکال لی تھی۔ اور دوسرے عجمی اثرات کے ساتھ مل کر اسلام کے صحیح راستہ میں حائل ہو گیا تھا۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت پہلے ہی کچھ اسلامی نہ تھی۔ لیکن اکبری پالیسی نے تو اس کو بالکل غیر اسلامی روش پر ڈال دیا تھا۔ ابو الفضل اور فیضی کی راہ نمائی میں اکبر نے شاہی دربار کو تو اسلام سے تقریباً صاف ہی کر دیا۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں وہ لوگ جو حکومت سے کچھ تعلق رکھتے تھے اسلامی شعار کے پابند نہیں رہ سکتے تھے اور اسی کا نتیجہ تھا کہ مسلمان عوام کی حالت جو پہلے ہی اچھی نہ تھی اور بھی ابتر ہو گئی۔ امراء و عائدین حکومت کی مجالس سے لے کر پیروں کے حلقہ ہائے ارادت تک ایک لادینی کا عالم چھا گیا۔

ایسی اندھیری رات میں سرہند کے مطلع سے نور کی ایک شعاع پھوٹی اور تجدید دین کی ایک آواز بلند ہوئی۔ یہ آواز حضرت احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تھی۔ آپ نے اسلام کے مردہ جسم میں تازہ روح داخل کی۔ اور سرزمین ہند کو از سرنو اس چشمہ سے سیراب کرنا شروع کیا۔ جو صحرائے عرب میں پھوٹا تھا۔

ظاہر ہے کہ دین کی یہ جسارت بدعات اور عیاشیوں کی بدعنوانیوں کے طلسمات میں گرفتار سوسائٹی خاص کر شاہی دربار کے مزاج کے موافق نہ آ سکتی تھی۔ اس لئے آپ کو تجدید اسلام کی پاداش میں قید کی سختیاں اٹھانی پڑیں۔ لیکن آپ نے جو کام کرنا تھا کر دیا۔ آپ نے کفر کے تہ بہ تہ پردے اٹھا کر اسلام کا صحیح چہرہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ کے بعد تجدید دین کا کام شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی نے تکمیل کو پہنچایا۔ اور پھر آپ کے خاندان نے اسلام کی وہ خدمات کیں۔ جو اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے ثبت ہو چکی ہیں۔ لیکن اسلامی سوسائٹی بدعات کے جال میں ایسی گھری ہوئی تھی۔ کہ ان تمام بزرگوں کی کوششوں کے باوجود بدعات سے کلی طور پر آزاد نہ ہو سکی۔ اگرچہ جو نہر انہوں نے جاری کی تھی وہ جاری رہی۔ مگر بدعات کا اثر یہاں تک پھیلا ہوا تھا۔ کہ خود ان بزرگوں کے خاندان میں بھی نفوذ کر گیا تھا۔ حیرت ہے کہ وہ لوگ جو دین کی رگ رگ سے آشنا ہو چکے تھے۔ اور اس کی تشریح میں کتابوں پر کتابیں تصنیف کر رہے تھے۔ خود ان کے گھروں میں بھی دین کا بہت کم اثر تھا۔

اس وقت اسلامی حکومت ختم ہو چکی تھی۔ اور ہندوستان پر انگریزوں کا اقتدار قائم ہو چکا تھا۔ اس حادثہ نے جہاں مسلمانوں کو دنیاوی لحاظ سے تخت سے اتار کر زمین پر پھینک دیا تھا۔ وہاں دینی لحاظ سے بھی ان میں سخت انحطاط رونما ہو گیا۔ اگرچہ سید احمد بریلوی علیہ الرحمۃ کی قیادت میں بہت سے مخلص علمائے اسلام ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے تھے۔ لیکن بدقسمتی سے ان سب کی کوششیں بے کار گئیں۔ اور مسلمان مغربی اثر کے ماتحت اسلام سے اور بھی دور جا پڑے۔ خود علمائے اسلام میں بہت سے نظری جھگڑے اٹھ کھڑے ہوئے ایک طرف مقلد غیر مقلد کا مخمصہ شروع ہو گیا تو دوسری طرف شیعہ سنی کا۔ پھر مغربی تہذیب جو لادینی کے رنگ اپنے ساتھ لائی تھی وہ بھی چڑھنا شروع ہو گیا تھا۔ نسل و وطن وغیرہ اصنام جن کو علمائے مغرب نے فلسفہ جدید کے آلات سے ازسرنو تراش کر زیادہ جاذب نظر بنا دیا تھا ہر طرف پُجنے لگے۔ مسلمانوں پر ظلمت کی گھٹاؤں کو امڈتا ہوا دیکھ کر سرسید مرحوم نے یورپ سے مستعار لی ہوئی روشنیوں سے ان کے دل و دماغ کو جگمگانے کی کوشش کی۔ اور ایک حد تک کامیابی بھی حاصل کر لی۔ مگر اس کا نتیجہ بھی الٹا ہی نکلنا تھا اور الٹا ہی نکلا اور وہ یہ ہے کہ جو چند شعاعیں نور اسلام کی فضا میں تھرتھرا رہی تھیں۔ وہ بھی ان مصنوعی روشنیوں سے دب کر رہ گئیں۔ اللہ تعالےٰ کا کلام چاروں طرف سے کفر کے نرغہ میں آ گیا۔ اسلام ماند پڑ گیا۔ قرآن کریم مہجور ہو گیا۔ ہندوستان کا مطلع جس پر اتنے روشن ستارے نمودار ہوئے تھے بالکل تاریک ہو گیا۔ اور یہ تاریکی بڑھتی ہی چلی گئی۔ وہ نہر جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے جاری کی تھی۔ اور جسکو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اور بھی وسیع کر دیا تھا جسکو آپ کے خاندان کے افراد اور دیگر علمائے اسلام نے جاری رکھنے کی سرتوڑ کوششیں کیں آخر بند ہو گئی اور دین کا کھیت پانی کے ایک ایک قطرے کو ترسنے لگا۔

باقی دنیائے اسلام تو پہلے ہی خشک سالی کی آغوش میں آ چکی تھی۔ یہ ممکن نہ تھا کہ ایسی خشک سالی اتنے حبس کے موسم میں دین کے ازلی چشمہ کو تحریک نہ ہوتی اور

عزیزہ امۃ السلام بیگم سلمہا کا اپریشن کامیاب ہو گیا ہے

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جیسا کہ الفضل میں دعا کی تحریک کرتے ہوئے اعلان کیا گیا تھا عزیزہ امۃ السلام بیگم سلمہا کا گلے کا گوائٹر کا اپریشن خدا کے فضل سے کامیاب ہو گیا ہے۔ یہ اپریشن ڈاکٹر امیر الدین صاحب سرجن نے میو ہسپتال میں کیا۔ اور اب عزیزہ امۃ السلام اسی ہسپتال کے ایک فیملی کوارٹر میں زیر علاج ہے۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اسے جلد کامل شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

حیدر آباد سے متعلق شعبہ فراہمی مواد کا قیام

کراچی ۲۸ جنوری۔ حیدر آباد پر انڈین یونین کے قبضہ کے بعد وہاں کے اعلےٰ تعلیم یافتہ نوجوان اور ملازمین پاکستان ہجرت کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حیدر آباد میں مسلم اقتدار کے حامی تھے۔ اور اب وہاں حالات کی تبدیلی کی وجہ سے وہ پاکستان آنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ان میں انجینئر، وکلاء، ڈاکٹر اور گریجوایٹس کے علاوہ غیر معمولی صلاحیتوں کے اعلےٰ تعلیم یافتہ سرکاری ملازم بھی شامل ہیں۔ دفتر پاک نیوز ایجنسی کراچی میں ایک شعبہ فراہمی مواد قائم کیا گیا ہے۔ جہاں حیدر آباد سے آنے والے مختلف قابلیتوں کے لوگوں کے نام نوٹ جاری کئے جا رہے ہیں۔ تاکہ پاکستان کے سرکاری محکمہ جات، عہدہ داروں اور دیگر تجارتی اداروں میں ان کی خدمات حاصل کرنے میں سہولت ہو۔

درحقیقت زندہ وہی ہے جو روحانی طور پر زندہ ہے۔ اور بینا وہی ہے جو روحانی طور پر بینا ہے

قادیان بیشک ہمیں عزیز ہے مگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عزت اس سے بہت زیادہ قیمتی ہے

خدا تعالیٰ کی نصرت اچانک آئیگی اور بالآخر فتح ہماری ہی ہوگی

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۸ء بمقام احمدیہ مسجد لاہور

مرتبہ۔ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج پھر حرارت کی وجہ سے زیادہ دیر نہیں

بول سکتا اور

ایک وقتی امر

کے متعلق جو ایک لحاظ سے وقتی ہے۔ اور ایک لحاظ سے ایک اہم اور دائمی حیثیت رکھتا ہے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیوں کے ماتحت ہمیں کچھ عرصہ کے لئے قادیان چھوڑنا پڑا۔ اور لازماً ہمیں ایک اور مرکز کی تلاش ہوئی۔ اس کے لئے ہم نے ضلع جھنگ میں ایک جگہ خریدی ہے۔ جس کا نام ربوہ رکھ دیا گیا ہے۔ اور اس جگہ میں مکانات بنانے کے لئے میں نے دوستوں کو تحریک کی تھی۔ سب سے پہلے تو میں اس

غلطی کا اعتراف

کرتا ہوں کہ ربوہ میں سب سے پہلا موقعہ قادیان کے اجڑے ہوئے باشندوں کو جن کے وہاں مکانات یا زمینیں تھیں۔ اور اب ایک مرکز پر جمع ہونا چاہتے تھے دیا جانا چاہیئے تھا۔ اس کے بعد دوسرے دوستوں کو موقعہ دیا جاتا۔ لیکن اس وقت ہم سے بھول ہو گئی۔ اور ہم نے عام اعلان کر دیا۔ بہرحال قادیان کے بعض رہنے والوں نے بھی زمین کے لئے درخواستیں دی ہیں۔ اور بعض دوسرے باہر کے رہنے والوں نے بھی درخواستیں دی ہیں۔

زمین کی فروخت کے لئے جو اعلان کیا گیا تھا اس میں

دو شرطیں

تھیں۔ ایک یہ کہ پانچ سو کنال تک زمین اب فروخت کی جائے گی۔ اور دوسری یہ کہ ایک ماہ کے اندر اندر جو لوگ قیمت جمع کرا دیں گے۔ انہیں یہ زمین مل سکے گی۔ یہ ایک عام دستور ہے کہ وقت اور چیز دونوں کی حد بندی کر دی جاتی ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان دونوں میں سے جو بھی چیز پہلے پوری ہو جائے گی۔ وہ اس اعلان کو ختم کر دیگی۔ مثلاً گورنمنٹیں اعلان کرتی ہیں کہ ہمیں ۵۰ کروڑ روپیہ کے قرضہ کی ضرورت ہے۔ اور فلاں وقت تک لوگ درخواست دے سکتے ہیں۔ فرض کرو یہ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ۱۵ اکتوبر تک لوگ درخواستیں دے سکتے ہیں۔ اب اگر ۵۰ کروڑ کی رقم پوری ہو جائے۔ خواہ مدت مقررہ میں ابھی کچھ دن باقی ہی ہوں۔ فرض کرو ۵۰ کروڑ کی رقم یکم اکتوبر کو پوری ہو جاتی ہے۔ اور ۱۵ اکتوبر تک ایک ارب روپیہ کی درخواستیں آجاتی ہیں۔ تو گورنمنٹ صرف ۵۰ کروڑ کی رقم تک کی درخواستیں منظور کرے گی۔

اور باقی کو رد کر دیگی۔ اسلئے کہ اسے ۵۰ کروڑ روپیہ چاہیئے تھا۔ اور وہ پورا ہو گیا۔ گورنمنٹ اس وجہ سے ایک ارب کی درخواستیں منظور نہیں کریگی۔ کہ ابھی مقررہ تاریخ میں کچھ دن باقی ہیں۔ اسی طرح اگر مقررہ تاریخ گزر جاتی ہے۔ تو خواہ وہ رقم پوری ہو یا نہ ہو اعلان ختم سمجھا جائے گا۔ ان دو شرطوں کے معنے یہی سمجھتے ہیں کہ اگر روپے یا چیز کی حد ختم ہو گئی۔ تب بھی اعلان کو ختم سمجھا جائے گا۔ اور اگر تاریخ گزر جائے۔ خواہ وہ رقم یا چیز پوری ہو یا نہ ہو تب بھی اس اعلان کو ختم سمجھا جائے گا۔ مثلاً جب ہم نے اعلان کیا تھا۔ کہ اب ۵۰۰ کنال تک زمین فروخت کی جائے گی۔ دو گو بعد میں وہ ایک غلطی کی وجہ سے ایک ہزار کنال بن گئی) تو اس کے ساتھ ہی یہ تجویز کی گئی تھی کہ ان غرباء کو جو قادیان میں مکان یا زمین رکھتے تھے۔ انہیں مفت زمین دی جائے۔ اور خیال تھا کہ ۲۰۰ کنال تک زمین غرباء میں تقسیم کی جائے گی۔ اعلان کے بعد ایک

وقتی ضرورت

کے وقت میرے مونہہ سے ایک ہزار نکل گیا۔ اور چونکہ یہ لفظ میرے مونہہ سے نکل چکا تھا۔ اس لئے جو ہو چکا سو ہو چکا۔ غرباء والی دو سو کنال زمین اگر اس سے نکال لی جائے تو باقی ۸۰۰ کنال رہ جاتی ہے۔ گویا اعلان کا مفہوم یہ ہوا کہ اگر ۸۰۰ کنال زمین یا غرباء والی زمین ملا کر ایک ہزار کنال زمین پوری ہو جائے۔ تو یہ اعلان بند سمجھا جائے گا۔ اور اگر تاریخ ختم ہو جائے۔ خواہ مقدار پوری ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو تو بھی اعلان کو بند سمجھا جائے گا۔ اور جتنی درخواستیں تاریخ مقررہ کے بعد آئینگی۔ ان کے لئے نئی قیمت کے مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہو جائے گا۔ ان دونوں چیزوں میں سے جو چیز بھی پہلے ختم ہو جائے گی۔ وہ اس اعلان کو بند کر دیگی۔ اگر ۸۰۰ کنال پوری ہو جائے

اور تاریخ مقررہ میں کچھ دن باقی ہوں تو اعلان بند سمجھا جائے گا۔ اور اگر تاریخ مقررہ آجائے۔ اور ۸۰۰ کنال پوری نہ ہوئی ہو۔ مثلاً اگر ۵۰۰ کنال کی ہی درخواستیں آئی ہوں۔ اور ۱۵ تاریخ آجائے۔ تو ۱۵ تاریخ اس اعلان کو بند کر دیگی۔ یہ

عرف عام کا ایک طریق

ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ جونہی وقت ختم ہوا ہے درخواستیں زیادہ آنی شروع ہو گئی ہیں۔ بعض دفعہ لوگ رات کو بھی آکر میرا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں حضور وقت ختم ہو گیا ہے۔ ہم پہلے قیمت ادا نہیں کر سکے۔ ہمیں یہ یہ مشکل پیش آگئی تھی۔ آپ ہماری سفارش کر دیں۔ کہ ہمارا نام بھی ۱۰۰ روپے کنالی والی شرح میں شامل کر دیا جائے۔ اور بعض لوگوں نے تو یہاں تک نکتہ چینی کی ہے کہ ۱۵ اکتوبر کیوں کہا گیا تھا۔ میں نے انہیں جواب دیا ہے کہ صرف ۱۵ اکتوبر ہی نہیں کہا گیا تھا بلکہ اعلان میں دو شرطیں بیان کی گئی تھیں۔ اور اگر دو شرطیں بیان کی گئی ہیں تو وہ کچھ معنے رکھتی ہیں۔ یہ عرف عام کا طریقہ ہے اور یہ ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے۔ گورنمنٹیں ہمیشہ ہی یہ کرتی چلی آئی ہیں۔ اور ہمیشہ ہی وہ ایسا کرتی ہیں۔ اگر روپیہ یا چیز ختم ہو جاتی ہے۔ اور تاریخ باقی رہتی ہے۔ تب بھی وہ اعلان ختم ہو جاتا ہے۔ اور اگر تاریخ ختم ہو جاتی ہے۔ تو چاہے وہ رقم آئی ہو یا نہ آئی ہو۔ تب بھی وہ اعلان ختم ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ گورنمنٹ ۵۰ کروڑ کے لئے اعلان کرے۔ اور مقررہ تاریخ تک ہر درخواست منظور کرتی جائے۔ خواہ رقم ۵۰ کروڑ سے بڑھ ہی جائے۔ گورنمنٹ ۵۰ کروڑ کی رقم سے زیادہ جو درخواستیں ہوں گی۔ انہیں رد کر دے گی۔ اور پھر اگر تاریخ ختم ہو جائے تو یہ نہیں ہوگا کہ جب تک رقم پوری نہ ہو جائے اعلان کو بڑھا دیا جائے۔ بلکہ جب تاریخ ختم ہو جائے گی اعلان بھی ختم ہو جائے گا۔ خواہ رقم پوری ہو یا نہ ہو

اسی طرح ہماری طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ۸۰۰ کنال تک زمین فروخت کی جائے گی۔ اور ۱۵ اکتوبر تک جن کی درخواستیں آجائیں گی۔ وہ یہ زمین خرید سکیں گے۔ اب اگر زمین کی مقرر کردہ مقدار پوری ہو جائے تب بھی اعلان ختم ہو جائے گا اور اگر مقررہ تاریخ گذر جائے۔ مقدار خواہ پوری ہو یا نہ ہو۔ تب بھی اعلان ختم ہو جائے گا۔ پس جن دوستوں کی طرف سے یہ شکایت کی گئی ہے۔ وہ ان کی

ناتجربہ کاری

اور کم علمی کی وجہ سے ہے۔ جب دو شرطیں بیان کی گئی ہوں۔ تو ایک بیوقوف سے بیوقوف انسان کی سمجھ میں بھی یہ چیز آجائے گی۔ کہ اس کے کچھ معنی ہیں۔ ورنہ ایک شرط کیوں نہ رکھی گئی۔ دو شرطیں کیوں رکھی گئی ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اگر ساری زمین کے خریدار آجائیں۔ تب بھی اعلان ختم ہو جائے گا۔ اور اگر تاریخ مقررہ گزر جائے گی۔ خواہ ساری زمین کے خریدار آئیں یا نہ آئیں۔ تب بھی وہ اعلان ختم ہو جائے گا۔ اب قانون کے مطابق نئی قیمت مقرر ہے جو اس قیمت پر زمین لینا چاہے وہ لے سکتا ہے ورنہ پرانی قیمت پر یہ زمین اب نہیں مل سکتی۔ یہ تو حسابی لحاظ سے میں نے کہا ہے۔ اب عقلی لحاظ سے کچھ کہتا ہوں۔

یہ قیمت تو ایسی تھی۔ جیسے کوئی مچھلی پکڑنے والا پہلے بہت سا آٹا ڈال دیتا ہے۔ یا بوٹی پھینک دیتا ہے۔ کنڈی نہیں لگاتا۔ اس طرح مچھلیاں آتی ہیں۔ اور وہ اس آٹے کو کھاتی ہیں۔ اور سمجھتی ہیں کہ یہاں کوئی خطرہ نہیں مفت میں آٹا گوشت کھانے کو ملتا ہے۔ اس طرح وہ انہیں پہلے عادت ڈال دیتا ہے۔ دوسری دفعہ وہ کنڈی بھی ساتھ لگا دیتا ہے۔ مچھلی اپنی عادت کے مطابق آتی ہے۔ اور اس میں پھنس جاتی ہے۔ اسی طرح نیا شہر بسانے کے لئے لوگ خواہ کتنے ہی ایماندار ہوں۔ فوراً تیار نہیں ہوتے۔ اس لئے ضرورت ہوتی ہے۔ کہ ایسے مومنوں کو آگے نکالا جائے جو ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں اور اپنے مال کے ہر ضیاع کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس لئے ہم نے بھی پہلے اس قسم کا اعلان کیا۔

یہ آزمائش تھی

تا معلوم ہو جائے۔ کہ کون یہ یقین رکھتا ہے۔ کہ وہ جس کام کو کرتا ہو جیسے برکت ہے۔ اور کون تردد کرتا ہے۔ اور سوچتا رہتا ہے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں۔ بلاشبہ جو شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ یہ کام میرے لئے موجب برکت ہے وہ مستحق ہے رعایت کا وہ مستحق ہے سابقون الاولون میں شامل ہونے کا اور جو شخص تردد کرتا ہے اور سوچتا رہتا ہے۔ کہ میرا مال ضائع نہ ہو جائے۔ یا فرض کرو۔ اس کا مال ضائع بھی ہو جائے اور اسے اس کے ضائع ہو جانے پر افسوس ہو یا وہ خیال کرے

کہ اب وہ اتنی رقم کہاں سے لائے گا۔ وہ نہ حقدار ہے رعائت کا اور نہ حقدار ہے۔ سابقون الاولون میں شامل ہونے کا۔ غرض درجہ بدرجہ قربانیوں کے ساتھ رعائت آتی ہے۔

یہ تو

سیدھی سادھی بات

ہے کہ جو شہر بھی بسایا جاتا ہے اُس سے فائدہ اُٹھانے والے ہی اُس کے اخراجات کو برداشت کرتے ہیں۔ مثلاً لاہور کے قریب ماڈل ٹاؤن آباد ہؤا ہے کیا آپ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ اس کے اخراجات کے لئے لاہور پر کوئی ٹیکس پڑا تھا۔ نہیں۔ بلکہ شہر والوں نے اس کے تمام اخراجات کو برداشت کیا۔ اور یہ ایک شہر بن گیا۔ امریکہ میں سینکڑوں اور ہزاروں شہر ایسے آباد ہوئے ہیں۔ سوسائیٹیاں قصبات بنا دیتی ہیں اور ان کے سارے انتظامات شہر کے باشندے کرتے ہیں۔ اور اس پر وہ ہی خرچ کرتے ہیں۔ ربوہ کی آبادی پر کم از کم

خرچ کا ابتدائی اندازہ

ساڑھے تیرہ لاکھ ہے (بعد میں شہر کی تکمیل پر غالباً پندرہ بیس لاکھ اور خرچ ہوگا) اور جو زمین فروخت ہو گی وہ ساری نہیں۔ جو لوگ یونہی ہزار ایکڑ کے متعلق قیاس لگا لیتے ہیں۔ اور اسے آٹھ یا نو کے ساتھ ضرب دیتے ہیں۔ اُن کا قیاس صحیح نہیں۔ شہر ساری جگہ پر آباد نہیں ہوگا۔ اُس میں کھیلنے کے لئے بھی جگہ خالی رکھنی ہوگی ہوا کے لئے بھی جگہ خالی رکھنی ہو گی۔ سڑکیں بھی بنانی ہونگی اب جو نقشہ تیار کیا گیا ہے۔ اس میں محض سڑکوں کے لئے ۳۰ فی صدی زمین مخصوص کر دی گئی ہے۔ ایک ہزار ایکڑ زمین میں سے اگر تین سو ایکڑ زمین سڑکوں کے لئے نکل جائے۔ تو باقی سات سو ایکڑ زمین رہ جاتی ہے پھر اڑھائی سو ایکڑ سفید زمین چھوڑ دی جائے گی۔ کیونکہ یہ گورنمنٹ کا قانون ہے۔ یہ کل ساڑھے پانچ سو ایکڑ ہوئی پھر سکولوں اور ہسپتالوں کے بغیر بھی شہر نہیں چل سکتا۔ اگر ہسپتال نہ ہوں۔ تو بیمار تڑپ تڑپ کر ہی مر جائیں۔ سکول نہ ہوں تو بچوں کی عمریں ضائع ہو جائیں۔ ان سکولوں کالجوں اور ہسپتالوں کے لئے بھی ڈیڑھ دو سو ایکڑ کی ضرورت ہوگی۔ ساڑھے پانچسو ایکڑ پہلے تھی۔ اور ڈیڑھ سو ایکڑ یہ ہوئی۔ اس کا مطلب یہ ہؤا کہ ایک ہزار ایکڑ میں سے سات سو ایکڑ نکل گیا۔ اور صرف تین سو ایکڑ باقی رہ گیا۔ بلکہ حقیقتاً اڑھائی سو ایکڑ کے قریب زمین باقی رہ جاتی ہے۔ اور اگر اسے ۔۔ ار روپے فی کنال کی شرح سے فروخت کیا جائے۔ تو اڑھائی لاکھ کی آمد ہو سکتی ہے۔ باقی

گیارہ لاکھ کے اخراجات

کون برداشت کرے گا۔ کیا جو شہر میں نہیں رہیں گے۔ اُن سے یہ اخراجات لئے جائیں گے اور اُن سے یہ کہا جائے گا۔ کہ یہ اخراجات تم برداشت کرو۔ بیشک بعض مصلحتوں کی وجہ سے ہم ایسا کہہ بھی سکتے ہیں۔ مگر اخراجات کا [illegible] بہرحال شہر والوں پر ہی پڑنا چاہیئے [illegible] ربوہ [illegible] ڈیڑھ لاکھ پر کل اخراجات [illegible] از کم ساڑھے [illegible] کا اندازہ ہے۔ اگر [illegible] سے اڑھائی لاکھ [illegible] شہر [illegible]

دیں اور گیارہ لاکھ باہر والے دیں۔ تو بے انصافی کی تقسیم ہو گی۔ لازماً اخراجات کا بوجھ شہر والوں پر پڑیگا جب اوسط قیمت ۵۰۰ روپے فی کنال ہو۔ تب جا کر یہ اخراجات پورے ہوتے ہیں۔ اگر ۵۰۰ روپیہ فی کنال کی شرح سے یہ زمین بیچی جائے۔ تو پھر جا کر یہ ساڑھے تیرہ لاکھ بنتا ہے۔ لیکن چونکہ سوا سو ایکڑ یا سو روپیہ کنال پر فروخت ہوئی ہے یا غرباء کو مفت دی گئی ہے مزید قابل فروخت زمین سترہ سو کنال رہ جاتی ہے۔ جس میں سے چار سو کنال اور سستے داموں دی گئی ہے۔ اس لئے تیرہ سو کنال باقی زمین رہ جاتی ہے۔ اگر اسے پانچ سو روپیہ کنال پر بھی فروخت کیا جائے۔ تو کل قیمت ساڑھے چھ لاکھ بنتی ہے۔ مگر کالجوں۔ سکولوں۔ سڑکوں۔ ہسپتالوں اور دوسرے قومی اداروں پر کم سے کم ساڑھے تیرہ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ یہ رقم کون دے گا۔ کیا لائل پور اور سرگودہا کے غیر احمدی چندہ کر کے یہ رقم دیں گے یا پنجاب اور سندھ کے احمدی۔ بہرحال اس رقم کا بیشتر حصہ ربوہ میں بسنے والوں کو ہی دینا پڑے گا۔

پس یہ سیدھی سادھی بات ہے۔ رعائت کا سوال ہی نہیں۔ یہ کم از کم اخراجات ہیں۔ جن سے شہر بن سکتا ہے۔ یا تو شہر کو ویران چھوڑ دیا جائے۔ اور یا اس کے اخراجات کے لئے روپیہ مہیا کیا جائے۔ اب

دوسرا اعلان

کیا گیا ہے کہ ۳۰۰ کنال کا ایک ٹکڑا دو سو روپیہ فی کنال کے حساب سے فروخت کیا جائے گا۔ وہ لوگ جو مجھے کہتے ہیں۔ کہ ہمیں ۱۰۰ روپیہ فی کنال کی شرح سے ہی زمین لے کر دیدی جائے۔ وہ یہی کہتے رہیں گے۔ اور زمین ختم ہو جائے گی۔ اور پھر جب یہ زمین ختم ہو جائے گی۔ اور زمین کی قیمت بڑھا دی جائے گی تو وہ میرے پاس آجائیں گے۔ اور کہیں گے حضور ہماری سفارش کر دی جائے۔ تا ہمیں ۲۰۰ روپے فی کنال کی شرح سے ہی زمین دیدی جائے۔ وہ ایسا ہی کہتے رہیں گے۔ اور زمین کی قیمت اور زیادہ ہو جائے گی۔ اور قیمت ۳۰۰ فی کنال کی بجائے پانچ سو روپیہ فی کنال ہو جائے گی۔ کیونکہ ہمارا ارادہ ہے کہ ۵۰۰ روپیہ فی کنال کی اوسط لائی جائے۔ اس وقت یہ لوگ کہیں گے۔ ہمیں تین سو پر ہی زمین دے دیجئے۔ آپ ہماری سفارش کریں۔ پھر اگلا اعلان نکلے گا۔ اور وہ پھر آئیں گے۔ حضور زمین اب سات سو روپیہ فی کنال ہو گئی ہے۔ آپ ہماری سفارش کیجئے تا ہمیں پانچسو روپیہ فی کنال کے حساب سے زمین مل جائے۔ پھر اگلا اعلان ہو جائے گا۔ مثلاً ہزار روپیہ فی کنال کا اعلان کیا جائے گا۔ تب یہ لوگ آئیں گے اور پچھلی قیمت پر زمین مانگیں گے۔ زمین کی قیمت بڑھتی چلی جائے گی۔ وہ خریدیں گے نہیں بلکہ ہر دفعہ یہی مطالبہ کرتے رہیں گے۔ ہمیں پچھلی قیمت پر زمین دی جائے۔ زمین مہنگی ہوتی چلی جائے گی۔ کیونکہ جب ڈاکخانہ بن جائے گا۔ ریلوے سٹیشن بن جائے گا۔ بجلی آجائے گی اور شہر کی صورت بن جائے گی۔ تو لازماً زمین مہنگی

ہو گی۔ قادیان میں کئی لوگوں نے

پانچ پانچ ہزار روپیہ فی کنال

کے حساب سے بھی زمین خریدی ہے اور بیچی ہے یہاں لاہور کے ایک غیر احمدی ایم ایل۔ اے نے مجھے کہا تھا۔ کہ آپ مجھے زمین دلا دیں۔ دہلی کی ایک غیر احمدی عورت نے مجھے کہا تھا۔ کہ ہمیں زمین دی جائے۔ کیونکہ فسادات میں اگر ہمیں گھروں سے نکلنا پڑے تو ہم وہاں آجائیں۔ میں نے اُسے یہی کہا تھا۔ کہ ہمارے پاس جو آجائے گا۔ ہم اُسے ٹھہرا لیں گے۔ پہلے اگر ہم قادیان میں ساٹھ ہزار افراد کو کھانا کھلاتے رہے ہیں۔ تو ان کو بھی کھلا لیں گے۔ جگہ کے لئے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ وہ انجمن کا کام ہے اسی طرح ربوہ سے اطلاع آئی ہے کہ چنیوٹ کے بعض تاجروں نے کہا ہے۔ کہ ہمیں ربوہ میں زمین دی جائے۔ جب اُن سے پوچھا گیا۔ کہ آپ وہاں زمین کیوں خریدنا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ جگہ کسی دن بڑی

عظیم الشان منڈی

بن جائے گی۔ اس لئے ہم بھی یہاں زمین خریدنا چاہتے ہیں۔ دوسرے لوگوں کی نظر میں اس زمین کی کتنی قیمت ہے۔ مگر دیدہ والے اور تردد احمدی سوچ ہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر قیمت فرض کرو۔ ڈیڑھ ہزار روپیہ فی کنال ہو جائے۔ تب بھی یہ لوگ یہی کہتے رہیں گے۔ کہ ہمیں ایک ہزار میں ہی جگہ دلوائی جائے۔

پس یہاں قیمت کا سوال نہیں۔ تردد کا سوال ہے ایسے لوگ ہر قدم پر

تردد اور تذبذب

میں پڑتے چلے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر انہیں کہا جائے کہ مسجد میں نماز پڑھو تو وہ کہہ دیں گے۔ مسجد دور ہے اس لئے ہم وہاں نہیں جا سکتے۔ پھر مسجد اُن کے گھر کے قریب ہی بنا دی جائے۔ تو وہ کہیں گے کہ یہ بھی دور ہے۔ پھر اُن کے گھر ہی نماز کا انتظام کر دیا جائے۔ تو وہ یہ بہانہ بنا دیں گے۔ کہ ہمارے گھر میں جگہ نہیں نکل سکتی۔ پھر انہیں کہا جائے اچھا تم اکیلے ہی نماز پڑھ لیا کرو۔ تو وہ کہہ دیں گے۔ ہمسے کھڑا نہیں ہوا جاتا اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے کو کہا جائے۔ تو وہ کہہ دیں گے کہ ہم بیٹھ کر نماز پڑھنے میں بھی تھک جاتے ہیں اور اگر کہا جائے۔ اچھا لیٹ کر ہی نماز پڑھ لیا کرو۔ تو وہ کہہ دیں گے کہ لیٹ کر نماز پڑھنے سے ہمیں شرم آتی ہے۔ غرض ایسے لوگ کوئی نہ کوئی بہانہ کر دیتے ہیں حقیقت یہی ہے کہ ان لوگوں میں تذبذب اور تردد پایا جاتا ہے۔ جتنا گڑ ڈالو گے اتنا ہی میٹھا ہوگا۔ اگر ہم نے

نیا مرکز

بنا کر تبلیغ کرنی ہے تو اس کے لئے سامان بھی مہیا کرنے ہوں گے۔ جن سے اس کے متمدن شہروں سے تعلقات ہوں اگر ہم یونہی جھونپڑیاں بنا لیں۔ وہاں نہ ریل ہو نہ ڈاک کا انتظام ہو۔ نہ ہسپتال ہو نہ سکول اور کالج۔ تو پھر جو شہر بنانے کی غرض تھی وہ پوری نہیں ہوتی۔ اگر ہم نیا مرکز بنائیں گے۔ تو بہرحال ہمیں اُسے ایسا بنانا پڑے گا۔ کہ اس کے تعلقات دوسرے شہروں سے وسیع سے وسیع تر ہوتے چلے جائیں۔ ورنہ دراصل کا انتظام تو دوسرے شہروں [illegible]

بھی ہو سکتا ہے

قادیان میں جب میں نے ٹیلیفون کا انتظام کیا تھا اس وقت کئی لوگوں نے کہا تھا۔ کہ بھلا اس کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے انہیں یہی کہا۔ کہ یہ انتظام اس لئے کیا گیا ہے۔ تا ہمارے تعلقات دوسرے شہروں سے زیادہ ہوں۔ جب تار کا بندوبست کیا گیا۔ اور گورنمنٹ نے کہا کہ ہمیں گارنٹی دو۔ کہ یہاں آمد ہوگی۔ اُس وقت بھی کئی لوگ یہ کہتے تھے۔ بھلا اس کیا ضرورت ہے میں نے انہیں بھی یہی جواب دیا تھا۔ انتظام اس لئے کیا جا رہا ہے۔ تا دوسرے شہروں سے ہمارے تعلقات زیادہ ہوں۔ میں نے وہ گارنٹی جبراً دی تھی۔ لیکن پہلی ششماہی میں ہی گورنمنٹ نے دیا تھا کہ آمدن زیادہ ہو رہی ہے۔ اس لئے گارنٹی واپس لے لو۔ بہرحال ہمیں اس جگہ کو بھی شہر کی صورت میں بدلنا ہوگا۔ تاکہ لوگ اس میں رہ سکیں۔ آخر

حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے بھی اپنی اولاد کو وادی غیر ذی زرع میں ہی بسایا تھا۔ اور یہ آپ کی بڑی قربانی تھی۔ اُس وقت آپ نے خدا تعالیٰ سے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ اے خدا۔ یہاں گندم نہیں ہوتی۔ تو انہیں گندم دے۔ یہاں جانوروں کے لئے چارہ نہیں پیدا ہوتا۔ تو انہیں چارہ دے۔ بلکہ آپ نے کہا۔ اے خدا تو انہیں پھل کھلا۔ ایسا انتظام کر۔ کہ یہاں کیلا۔ انار انگور اور دوسرے پھل پہنچیں۔ آپ نے یہ نہیں کہا۔ اے خدا۔ وارزقہم بالحنطۃ تو انہیں گندم کھلا۔ یا وارزقہم بالشعیر۔ تو انہیں جو کھلا بلکہ آپ نے کہا۔ کہ اے خدا تو انہیں کھانے کو پھل دیجیو۔ آپ میں چونکہ اس کی طاقت نہیں تھی۔ اس لئے آپ نے خدا تعالیٰ سے کہا۔ اے اللہ مجھ میں تو طاقت نہیں تو یہ چیزیں مکہ میں لا۔

میں نے جو پھل مکہ میں کھائے ہیں۔ وہ کسی اور جگہ نہیں کھائے۔ گنا دیکھو کتنا وزنی ہوتا ہے۔ اور اس کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ مگر میں نے وہاں گنا کھایا ہے۔ اور وہ نہائت لذیذ تھا میں نومبر میں حج کے لئے گیا تھا۔ اور شائد دسمبر میں یا نومبر کے آخر میں حج ہؤا تھا۔ پھر میں نے وہاں انار کھائے ہیں۔ جو کسی اور جگہ نہیں کھائے۔ انگور کھائے ہیں جو کسی اور جگہ نہیں کھائے۔ وہ نہائت ہی شیریں تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے یہی دعا کی تھی

کہ اے خدا میں اپنی اولاد کو یہاں بسا رہا ہوں تو اس جگہ کو اتنا آرام دہ بنا دے کہ وہ انار اور انگور وغیرہ پھل کھایا کریں۔ غرض جب بھی کوئی شہر بسایا جائے گا جب بھی کوئی مرکز بنایا جائے گا تو اس کے لئے ایسے سامان مہیا کئے جائیں گے جو اس سے وابستگی کا موجب ہوں اور اس کے دوسری دنیا سے تعلقات ہوں۔ وہاں رہنے والوں کے لئے دلجمعی کے سامان بہم پہنچائے جائیں گے۔ فرض کرو کوئی بیمار ہو جائے اور وہاں ہسپتال نہ ہو تو لوگ وہاں کیسے رہیں گے۔ سکول اور کالج نہ ہوں تو وہاں رہنے والوں کو دلجمعی کہاں ہوگی اور پھر قوم کے لڑکے علم حاصل کیسے کریں گے۔ ڈاکخانہ نہ ہو تو تبلیغ کیسے ہوگی۔ تاریں نہ ہوں تو ملک کے حالات جلدی جلدی کیسے معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ ریل نہ ہو تو لوگ وہاں کیسے پہونچیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بے شک یہ الہام تھا کہ لوگ تیرے پاس اتنی کثرت سے آئیں گے کہ زمین گھس جائے گی۔ لوگ کثرت سے آئے اور وہ گھس بھی گئی۔ لیکن وہاں کتنے آدمی چل کر آئے تھے

آخری جلسہ سالانہ

پر صرف سات سو آدمی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب سیر کے لئے گئے تو ہجوم کی ٹھوکروں سے پاؤں سے جوتی نکل نکل جاتی اور سوٹی گر گر جاتی تھی۔ آپ ریتی چھلے تک گئے اور پھر واپس آگئے۔ آپ نے فرمایا نبی اس وقت تک ہی دنیا میں رہتا ہے جب تک وہ اپنے سلسلہ کی بنیاد قائم نہیں کر لیتا۔ اب ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا کام ختم ہو گیا ہے۔ اور آپ اگلے سال فوت ہو گئے۔ بہر حال آخری جلسہ پر صرف سات سو آدمی تھے۔ لیکن ریل کے بعد وہاں آنے والوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی تھی کہ پچھلے سے پچھلے سال جو ہمارا جلسہ ہوا ہے اس میں باہر سے آنے والوں کی تعداد تیس ہزار سے اوپر تھی۔ اور یہ وہ تعداد ہے جو ریل والوں نے بتائی تھی کہ اتنے آدمی ریل کے ذریعہ سے یہاں پہنچے ہیں۔ اور گرد کے علاقہ سے دوسرے ذرائع سے وہاں پہنچنے والوں کی تعداد الگ تھی۔ ان سہولتوں کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان ضروریات کو مہیا کیا جائے اور ضروریات کا مہیا کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اس شہر میں رہیں گے۔

متذبذب اور متردد لوگ

یہ بھی کہتے ہیں کہ شاید قادیان کل ہی مل جائے۔ اگر ہمیں قادیان مل جائے تو نئے مرکز کی کیا ضرورت ہے۔ قادیان کل تو کیا میں کہتا ہوں آج ہی مل جائے لیکن ملے گا اور مل جائے گا میں بہت بڑا فرق ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کے بعد آٹھ سال تک انتظار کرنا پڑا۔ آٹھویں سال جا کر مکہ فتح ہوا۔ اور فرض کرو ہمیں بھی آٹھ سال لگ جائیں تو پھر سمجھ لو ہمیں ابھی ایک ہی سال ہوا ہے اور ہمارے سیکنڈری سکول تعلیم آوارہ ہو چکے ہیں۔ ان کے والدین تلاش مکان میں نکل گئے اور وہ آوارہ ہو گئے۔

اب اگر خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے بھی آٹھ ہی سال مقرر کئے ہوں تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ہم اگلی ایک نسل کو آوارہ اور تباہ کر دیں۔ پھر آٹھ سال کا عرصہ گذرنے کے بعد نئے سرے سے جماعت کو بنانا نہایت مشکل ہے۔ مرکز رکھنے والی جماعتیں ایک دن بھی مرکز کے بغیر ترقی نہیں کر سکتیں۔

پھر جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عارضی چیزوں کے لئے زیادہ خرچ نہیں کرنا چاہیئے۔ انہیں خود اگر کراچی جانا ہوتا ہے تو اس ۲۴ گھنٹے کے سفر کے لئے وہ بجائے تھرڈ کے انٹر یا سیکنڈ کا ٹکٹ لیتے ہیں بلکہ وہ اپنے نفس کے آرام کے لئے دو گھنٹے کے سفر کے لئے بھی تھرڈ کا ٹکٹ نہیں لیتے تا کام بھی جلد ہو جائے اور نفس کو آرام بھی رہے۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کا سوال آتا ہے تو کہہ دیتے ہیں۔ آٹھ سال آوارہ پھرو۔ اگر عارضی چیز کوئی چیز نہیں تو تم انٹر اور سیکنڈ کلاس میں سفر کیوں کرتے ہو۔ اگر تم اس طرح سفر کرنے کو نفس کے آرام کے لئے ضروری سمجھتے ہو تو سلسلہ کے آرام کے لئے ان اخراجات کے کرنے کی کیوں ضرورت نہیں۔

ایک واقعہ

ہے۔ جو شخص اس کی اہمیت اور عظمت کو جانتا ہے اور اس کی برکتوں کو جانتا ہے۔ اسے اگر دس مرتبہ بھی مرکز چھوڑنا پڑے تو وہ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ فرض کرو ہم ربوہ میں جاتے ہیں اور وہاں شہر بسالیں۔ پھر ہمیں کہا جائے کہ یہ جگہ چھوڑ دو اور یہاں سے چلے جاؤ۔ تو پھر بھی ہم یہ نہیں کہیں گے کہ چونکہ ہم دو دفعہ اجڑ چکے ہیں اس لئے ہم کوئی اور جگہ نہیں بنائیں گے بلکہ ہم تیسرا شہر بسالیں گے۔ اور اگر وہاں سے بھی نکال دئیے جائیں گے تو ہم چوتھا شہر بسالیں گے۔ اور اگر وہاں سے بھی نکال دیئے جائیں۔ اور ہمیں جنگل میں جانا پڑے تو ہم وہاں بھی شہر ہی بسائیں گے آوارہ نہیں پھریں گے۔

ہمارے اندر تو دین ہے۔ بابر دنیا دار اور شراب خور تھا لوگ کہتے ہیں کہ تزک میں اس نے اپنی شراب خوری کا بھی ذکر کیا ہے گو میں نے نہیں پڑھا اس کے متعلق مشہور ہے کہ جب اس کی قبائل سے لڑائی ہوئی تو اسے بار بار شکست ہوئی۔ گیارہ بار شکستیں کھا جانے کے بعد اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا اب کیا کرنا ہے اب تم اپنے اپنے گھر چلے جاؤ۔ اس نے ان سب کو بھیج دیا۔ ایک دن وہ پاخانہ میں گیا وہاں ایک چیونٹی آگئی جو گندم کا ایک دانہ لے کر دیوار پر چڑھ رہی تھی تھوڑی دیر میں وہ گر گئی وہ دوبارہ چڑھنے لگی لیکن پھر گر گئی۔ اس طرح وہ [illegible] زیادہ دفعہ گری آخر غالب آئی اور اپنی

منزل مقصود

پہ پہنچ گئی۔ بابر کو یہ واقعہ پسند آیا۔ وہ پاخانہ سے باہر نکلا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو پھر جمع کیا۔ اور کہا پہلے غلطی ہو گئی تھی۔ آؤ پھر کوشش کریں ہم ضرور فتح پائیں گے۔ چنانچہ بارھویں دفعہ اس نے پھر حملہ کیا اور وہ سارے ہندوستان کا بادشاہ بن گیا۔ پھر مکھیوں کو دیکھو وہ شہد بناتی ہیں اور بناتی چلی جاتی ہیں۔ لیکن انسان انہیں کھانے نہیں دیتا وہ ان کے نیچے دھواں رکھ کر گرم پانی پھینک کر یا کوئی اور ذریعہ اختیار کر کے ان کا چھ ماہ کا بنایا ہوا شہد اڑا کر لے جاتا ہے۔ وہ مکھیاں دو منٹ کا بھی انتظار نہیں کرتیں۔ وہ اس جگہ کو چھوڑ دینے کے بعد دوسری جگہ تلاش کر لیتی ہیں اور دوبارہ شہد بنانا شروع کر دیتی ہیں۔ ایک گھنٹے کے بعد اگر انہیں آکر دیکھو تو وہ قریب ہی کسی جگہ شہد بنانے میں مشغول ہوں گی۔ بعض دفعہ ان سے سالہا سال تک ایسا کیا جاتا ہے۔ مثلاً پالتو مکھیاں ہوتی ہیں وہ جب بھی شہد بناتی ہیں شہد اڑا لیا جاتا ہے اور انہیں اپنا بنایا ہوا شہد کھانے کا موقعہ نہیں ملتا۔ وہ شہد بناتی ہیں اور لوگ شہد لے جاتے ہیں۔ اگر ایک مکھی شہد بناتی ہے اس لئے کہ اسے لوگ کھائیں اور اس سے بیماریاں دور ہوں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فیہ شفاء للناس

اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔ یا پھر اگر ایک مکھی شہد بناتی ہے اور بناتی چلی جاتی ہے اور لوگ اس کے پاس شہد نہیں رہنے دیتے۔ وہ ہمیشہ اڑا لے جاتے ہیں اور وہ مکھی پھر بھی شہد بنانا نہیں چھوڑتی۔ تو کیا انسان ہی ایسا ضعیف ہے کہ وہ اس طرح مایوس ہو جائے۔ جو شخص اپنی کوشش میں ناکام ہو جانے کے بعد ہمت چھوڑ بیٹھتا ہے۔ وہ آدمی نہیں وہ چیونٹیوں اور مکھیوں سے بھی بدتر ہے۔ دنیا کی فتح کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ ابھی تک لوگوں کے اخلاق درست نہیں ہوئے اور وہ اس کی اہمیت کو بھی نہیں سمجھتے۔ اگر وہ اس چیز کی اہمیت کو سمجھتے تو خواہ ان سے ہزار دفعہ مال بھی چھین لیا جاتا تو وہ اس کی پرواہ نہ کرتے۔ کم از کم مکھی جتنی تو ان میں ہمت ہوتی۔ مگر کیا ایسا ہوا ہے۔ اگر میں کہوں کہ کل سورج نہیں چڑھے گا تو خواہ آپ مجھے خلیفہ مانتے ہیں۔ آپ نے میری بیعت کی ہوئی ہے۔ مگر آپ کہیں گے کہ شاید ہم نے آپ کی بات نہیں سمجھی۔ یا کئی ایسے ہوں گے جو کہہ دیں گے کہ یہ دیوانے ہو گئے ہیں۔ ایسا کیوں ہوگا۔ اس لئے کہ سورج روز چڑھتا ہے یا گرمی چھ چھ مہینے آتی ہے۔ سردی چھ چھ مہینے آتی ہے وہ ضرور آئے گی۔ پھر پھل اور غلہ ہے وہ اپنے مقررہ وقت پر ضرور ہوگا۔ خواہ کم ہو یا زیادہ وہ ہوگا ضرور۔ اسی طرح نبی بھی تو ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آئے ہیں۔ مگر کیا کوئی [illegible] بھی آئی ہے کہ کوئی نبی ہار گیا ہو۔ ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا پھر تم نے یہ کیسے خیال کر لیا کہ [illegible] لئے ہمیشہ تباہی ہی چلتی جائے گی۔ ایک دفعہ کیا خواہ دس دفعہ ایسا ہو۔ آخر فتح ہماری ہی ہوگی۔ یہی

خدا تعالیٰ کا قانون

ہے جو بدل نہیں سکتا۔ یہی خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور خدا تعالیٰ کی سنت کو بدلنے والا کوئی نہیں۔ خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ جب کبھی اس کا کوئی رسول آتا ہے وہ بالآخر غالب ہوتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ مجھے اپنی ذات کی قسم۔ میں اور میرے مامور ضرور کامیاب ہوں گے۔ یہ تو صرف خدا تعالیٰ ہماری آزمائش کرتا ہے کہ یہ کتنے عرصہ تک ایمان پر قائم رہتے ہیں۔ انبیاء آتے ہیں اور ان کے ماننے والوں پر مصائب پر مصائب آتے ہیں۔ لوگ حیران ہو جاتے ہیں اور کہہ اٹھتے ہیں متیٰ نصر اللہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کب آئے گی۔ اور اسی وقت ہی خدا تعالیٰ کی نصرت آجاتی ہے عیسائی حضرت عیسٰے علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کو اتنے ظلم ہوئے اور اتنی مصائب نازل ہوئیں کہ ان کا لاکھواں حصہ بھی ہمیں برداشت نہیں کرنا پڑا۔ ہم جب مثال دیتے ہیں کہ ہمارے اتنے آدمی قتل ہوئے ہیں تو ہم پانچ سات سے زیادہ نہیں گن سکتے۔ وہاں

مشرقی پنجاب کے فساد

میں چند سو احمدی مارے گئے ہیں۔ مگر عیسائی لاکھوں لاکھ قتل ہوئے۔ ایک ایک دو دو ہزار تو ایک ایک بستی میں مارے جاتے تھے۔ لیکن پھر بھی وہ بڑھتے چلے گئے۔ کھمبیوں کی طرح انہیں یقین تھا کہ ہمارا فرض ہے کہ ایک عمارت گرے تو دوسری تعمیر کریں۔ تم بے شک مارتے چلے جاؤ اس کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں آخر یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ انہیں غاروں میں چھپنا پڑا۔ میں نے وہ غاریں خود دیکھی ہیں۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے انہیں سات سات آٹھ آٹھ سال تک ان غاروں میں رہنا پڑا۔ ہم اگر پانچ منٹ وہاں ٹھہریں تو ایک وحشت سی ہوتی ہے۔ آخری جگہ اسی فٹ نیچے یعنی پانی سے بھی نیچے تھی۔ جس جگہ تک ہم گئے تھے وہ کوئی چالیس پچاس فٹ نیچے ہوگی۔ وہاں تک پہنچ کر ہی ہمارے ساتھیوں نے شور مچا دیا تھا کہ جلد باہر چلو۔ لیکن وہ لوگ وہاں سالہا سال تک رہے۔ جب ہم وہاں پہونچے تو وہاں ہم نے کتبے لگے ہوئے دیکھے۔ کسی پر لکھا ہوا تھا میری پیاری بیوی اور ساتوں بچے جو اس مکان میں رہتے تھے یہاں قتل کر دیئے گئے۔ اب ان کی یادگار کے طور پر میں یہاں کتبہ لگاتا ہوں۔ کہیں لکھا تھا ہمارے گرجے کے پادری یہاں دعا کر رہے تھے کہ پولیس نے چھاپہ مارا۔ اور انہیں قتل کر دیا اس جگہ ہمارے قبیلے کے چالیس آدمی چھپے ہوئے تھے کہ پولیس کو پتہ لگ گیا اور انہیں مار دیا گیا۔ اس طرح کئی کتبے لگے ہوئے تھے۔ وہ لوگ وہاں چھپے رہے یہاں تک کہ تین سو سال گذر گئے [illegible]

ملک کے سارے حصوں میں ان کے آدمی قتل کئے جا رہے تھے۔ ان کا سو سو دو دو سو آدمی ہر روز قتل کیا جاتا تھا۔ ایک دن وہ بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ آدمی آئے اور انہوں نے کہا تم شہر چلو۔ بادشاہ عیسائی ہو گیا ہے۔ اور اس نے اعلان کر دیا ہے کہ ملک کا مذہب عیسائیت ہو گا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب مکہ پہنچے مکہ والے یہ نہیں جانتے تھے کہ آپ ان پر حملہ آور ہوں گے۔ ابو سفیان ابھی خود آپ سے مدینہ میں مل کر آ رہا تھا۔ جب لوگوں نے آپ کا لشکر دیکھا تو انہوں نے خیال کیا۔ کہ یہ لشکر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہو گا۔ ابو سفیان نے کہا تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔ میں ابھی خود دیکھ کر آیا ہوں وہاں کوئی لشکر تیار نہیں ہوا تھا۔ اگلے ہی چار پانچ منٹ میں مسلمان اس کے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے ابو سفیان کو گرفتار کر لیا اور دوسرے دن مکہ فتح ہو گیا غرض

خدا تعالےٰ کی نصرت

اچانک آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تو خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے۔ انی مع الافواج اٰتیک بغتۃ خدا تعالےٰ کی مدد اچانک آئے گی۔ تم آج قیاس نہیں کر سکتے۔ کہ وہ مدد کب آئے گی۔ تم کل قیاس نہیں کر سکتے۔ کہ وہ مدد کب آئے گی۔ تم شام کو یہ خیال نہیں کر سکتے۔ کہ وہ مدد کب آئے گی۔ تم تہجد کے لئے اٹھو گے تو تم خیال کر رہے ہو گے کہ ابھی منزل باقی ہے۔ صبح کی نماز پڑھ رہے ہو گے تو مصائب پر مصائب تمہیں نظر آ رہے ہوں گے مگر جونہی سورج نظر آیا۔ خدا تعالےٰ کی نصرت تمہارے پاس پہنچ جائے گی۔ اور تمہارے دشمن کے لئے ہر طرف مصائب ہی مصائب ہوں گے۔ ایک دیوہ کیا۔ ایک قادیان کیا۔ قادیان کا ہمیں بے شک احترام ہے مگر خدا تعالےٰ کی

محبت اور اطاعت

کی خاطر ہمیں دس ہزار قادیان بھی قربان کرنا پڑے تو ہم قربان کر دیں گے۔ اس کے سامنے اسکی کوئی حیثیت نہیں۔ مثنوی مولوں نے کہا ہے۔ کہ ایاز کے خلاف لوگوں نے محمود کے پاس شکایتیں کیں کہ وہ اس کا دشمن اور بدخواہ ہے بادشاہ نے کہا کیا یہ ٹھیک ہے کہ وہ میرا بدخواہ ہے۔ وزیروں نے کہا ہاں اگر آپ چاہیں تو اس کا امتحان کر لیں۔ بادشاہ کے پاس ایک قیمتی موتی تھا۔ وہ اسے بے انتہا پسند کرتا تھا۔ اور وہ دوسرے ممالک کے بادشاہوں کو بھی دکھایا کرتا تھا اور وہ کہتے تھے کہ ایسا موتی ہمارے بادشاہوں کے پاس نہیں ہے اور اس موتی کی وجہ سے اسکی بہت عزت تھی۔ بادشاہ نے خزانچی کو حکم دیا کہ وہ موتی لے آؤ۔ اور ایک ہتھوڑا بھی ساتھ لاؤ۔ ان دنوں سات وزیر ہوتے تھے

اس نے اپنے ساتوں وزیروں سے کہا۔ کہ اس موتی کو توڑ ڈالو۔ وزیروں نے کہا۔ ہم حضور کے خیر خواہ ہیں۔ نمک خوار ہیں۔ ساری عمر ہم آپ کے احسانات کے نیچے رہے ہیں۔ اب ہم آپ کے بدخواہ کیسے بن جائیں۔ اس موتی کی وجہ سے آپ کی دوسرے بادشاہوں میں شہرت ہے اور ہم اسے توڑ دیں۔ بادشاہ نے کہا۔ آپ نے بہت اچھا کیا۔ پہلے پہر وزیر اعظم نے کہا اور پھر سب وزیروں نے یہ بات دوہرانی شروع کر دی جب ساتوں وزیر یہ بات کہہ چکے۔ تو بادشاہ نے ایاز کو بلایا۔ اور کہا۔ اسے توڑ دو ایاز نے جیسے گوکٹ کے بلے کے ساتھ گیند کو مارا جاتا ہے۔ ہتھوڑا مار کر موتی کو چکنا چور کر دیا۔ وزیروں نے کہا۔ کیا ہم نہیں کہتے تھے کہ یہ آپ کے بدخواہ ہیں۔ بادشاہ نے ایاز سے کہا کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ موتی لاکھوں لاکھ کا ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں مجھے معلوم ہے۔ پھر بادشاہ نے پوچھا کیا تو نے سنا ہے۔ کہ اس موتی کی وجہ سے میری دوسرے بادشاہوں میں بہت عزت تھی۔ ایاز نے کہا۔ ہاں مجھے معلوم ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ پھر تم نے اس موتی کو کیوں توڑ دیا۔ ایاز نے کہا۔ بادشاہ کی اطاعت کے مقابلہ میں ایک موتی تو کیا۔ ہزار موتی بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ بادشاہ کا تین

چار لاکھ کا قیمتی موتی

تو ٹوٹ گیا۔ مگر ایاز جیسا قیمتی موتی ظاہر ہو گیا۔ اور اس کی عزت ظاہر ہو گئی۔ وزراء کو ماننا پڑا کہ ایاز قابل قدر تھا۔ ہمارا اس طرف ذہن نہیں گیا بیشک قادیان ہمیں پیارا ہے۔ حقیقت میں ہماری ترقیات اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ کی اطاعت اور عزت اس سے بہت زیادہ قیمتی ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم جمع کر اپنا کام کرنا شروع کر دیں۔ اور اگر سو دفعہ بھی ہمیں مرکز چھوڑنا پڑے تو کوئی پرواہ نہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ نے لامرکزیت کے توڑنے کے لئے بھیجا ہے۔ آپ کا کام مرکز کو قائم کرنا ہے۔ اس لئے یہ ایک اہم چیز ہے ہمارا

دائمی مرکز

اگرچہ قادیان ہے۔ مگر جب وہ فتح ہو گا۔ تو کون ہو گا۔ جو ہمیں وہاں جانے سے روک سکے۔ اور ہم نہ جا سکیں۔ پھر سوال یہ رہ جاتا ہے کہ اس شہر کا کیا بنے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو ہمیں خود مختلف مراکز کی ضرورت ہے۔ ہمیں ہر علاقہ میں مرکز کی ضرورت ہے اور پھر دوسرے لوگ دگنی تگنی قیمت دے کر بھی یہ جگہ لینے کو تیار ہو جائیں گے۔ لیکن میں کہتا ہوں اگر کوئی یہ قیمتیں نہ بھی دے تو کیا ہم خدا تعالےٰ کی خاطر اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ اپنے مکان بھی اسی خاطر

پیش کر دیں۔ فرض کرو ہمیں قادیان مل جائے اور ہمیں یہ جگہ چھوڑنی پڑے۔ تو کیا وہ شخص جو اس کے چھوٹ جانے کا اتنا صدمہ محسوس کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ ربنے مرکز کی ضرورت نہیں۔ عارضی مرکز کی ضرورت نہیں۔ کیا اس کے دل میں قادیان کی اتنی بھی محبت نہیں ہو گی کہ وہ اس کی خاطر اپنا مکان قربان کر دے۔ پس اگر قادیان واپس مل جائے۔ تو ہمیں ان مکانات کی زیادہ قیمتیں مل سکیں گی پھر

روحانی نقطۂ نظر

سے تو۔ اگر ہمیں یہ مکان چھوڑنے پڑیں تو ہزار دفعہ چھوڑنے پڑیں۔ جہاں انسان کی محبت کی چیز ہوتی ہے۔ وہاں انسان والہانہ طور پر جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں جب میں قادیان سے باہر جاتا تھا۔ اس وقت ریل وغیرہ نہیں ہوتی تھی۔ میرے ساتھ کئی دفعہ ایسا واقعہ ہوا ہے۔ بچپن کی وجہ سے میں پہلا واقعہ بھول جاتا تھا۔ اس وقت بٹالہ قادیان میں یکے چلتے تھے جب کبھی میں بٹالہ سے قادیان جاتا اور قادیان قریب آ جاتا تھا۔ تو مجھے محبت کی وجہ سے جوش آ جاتا۔ میں خیال کرتا تھا کہ یکہ والا گھوڑے کو تیز نہیں چلاتا۔ یہ شرارت کرتا ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ میں یکہ چھوڑ کر پیدل دوڑ پڑا۔ مگر جب گھوڑا آگے بڑھا تو میں پھر یکہ پر بیٹھ گیا اور اپنی غلطی محسوس کی۔ اور ایسا متواتر ہوا۔ ایسا ہی اور دوسرے دوست محبت میں کرتے تھے۔ جب قادیان ملے گا۔ تو ہم مکانوں کی پرواہ نہیں کریں گے۔ ہم مکانوں کو خدا پر چھوڑ دیں گے اور وہاں دوڑ کر پہنچیں گے جو شخص اپنی چیز کو خدا تعالےٰ پر چھوڑ دیتا ہے وہ کبھی گھاٹا نہیں کھاتا۔ اس تذبذب اور تردد کا باعث بے ایمانی ہے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں جانے والوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ ظاہر میں اگرچہ نقصان نظر آتا ہے۔ مگر اصل میں نقصان نہیں ہوتا۔

تم لوگ تو بیعت میں داخل ہو۔ جو لوگ بیعت میں شامل نہیں تھے۔ وہ بھی ایسے خیال دل میں نہ لاتے تھے۔

چاچڑاں شریف والے بزرگ

جو بہاولپور کے نوابوں کے پیر تھے وہ ایک دفعہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نواب صاحب بھی وہاں تھے۔ اس وقت آتھم کی پیشگوئی کا وقت گذر گیا تھا۔ اس مجلس میں یہ باتیں ہونے لگیں کہ پیشگوئی کا وقت گذر گیا ہے۔ آتھم نہیں مرا۔ مرزا ذلیل ہوا ہے۔ پیر صاحب جیسا کہ ان کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے ہوئے تھے۔ مگر بیعت نہیں کی تھی۔ تھوڑی دیر تو آپ خاموش رہے۔ پھر آپ نے سر اٹھایا۔ آپ کی آنکھوں میں ایک

اضطراب کی حالت

تھی آپ نے فرمایا کون کہتا ہے کہ آتھم نہیں مرا۔ مجھے تو اسکی لاش نظر آ رہی ہے۔ پھر انہوں نے نواب صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ یہاں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کا سوال ہے۔ مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی عزت کا سوال نہیں۔ مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے مقابلہ کیا ہے تو اسلام کی خاطر کیا ہے۔ مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی دشمنی میں تم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی بھول گئے ہو۔ نواب صاحب چونکہ آپ کے مرید تھے اس لئے وہ مرعوب ہو گئے۔ اگرچہ آپ کو بیعت کی توفیق نہیں ملی تھی۔ مگر انہیں نظر آ رہا تھا۔ کہ آتھم روحانی طور پر مر چکا ہے۔ تم تو مومن ہو قربانیاں کبھی ضائع نہیں ہوتیں۔ ہاں وہ اپنی شکل بدل سکتی ہیں۔ لوہا جب مارا جاتا ہے تو وہ کشتہ بن جاتا ہے۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ لوہا ضائع ہو گیا۔ بلکہ اس نے اپنی شکل بدل لی ہے۔ اور پہلے سے زیادہ قیمتی ہو گیا ہے اسی طرح اگر تمہاری قربانیاں ضائع بھی ہو جائیں تو وہ کشتہ کی صورت اختیار کر لیں گی۔ اور اگر وہ کشتہ کی صورت اختیار کر لیں گی۔ تو کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ضائع ہو گئی ہیں۔ سونے کی قیمت پہلے کیا تھی یہی بیس پچیس روپے فی تولہ تھی۔ مگر ان دنوں میں بھی سونے کا کشتہ سینکڑوں روپیہ فی تولہ بکتا تھا۔ کون کہتا تھا۔ کہ سونا ضائع ہو گیا ہے۔ بلکہ اس کی قیمت پہلے سے دگنی تگنی ہو جاتی تھی۔ اسی طرح ظاہر میں تو ان کو نقصان نظر آتا ہے۔ لیکن اگر

روحانی آنکھ

سے دیکھا جائے۔ تو وہ فائدہ ہی فائدہ ہوتا ہے۔

درحقیقت زندہ وہی ہے۔ جو روحانی طور پر زندہ ہے۔ اور بینا وہی ہے۔ جو روحانی طور پر بینا ہے۔

ولادت

اللہ تعالےٰ نے ملک عصمت اللہ صاحب گسووال ضلع منٹگمری کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے نیک اعمال والا اور دین کا سچا سپاہی بنائے۔ حضور نے اسکا نام محمد احمد تجویز فرمایا ہے۔

۲۔ چوہدری عبد السلام کے ہاں ۶ جنوری ۱۹۴۹ء کو اللہ تعالےٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مولود کو درازی عمر عطا فرمائے اور مخلص خادم دین بنائے۔

خاکسار اقبال احمد واقف زندگی
دفتر پرائیویٹ سیکرٹری

پتہ مطلوب ہے

ڈاکٹر مولوی محمد امام صاحب ڈینٹل سرجن و مولوی فاضل آف شیموگہ جہاں کہیں بھی ہوں اپنی خیریت سے اطلاع دیں۔ ان کے متعلق معلوم ہوا تھا کہ گذشتہ دنوں وہ حیدرآباد میں تھے۔ اس لئے ان کے متعلق زیادہ تشویش ہے۔

خاکسار محمد عبید اللہ خاں ڈینٹل ہسپتال ۱۴ نسبت روڈ لاہور

ضرورت رشتہ

میرے ایک عزیز کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے جس کی عمر بیس سال۔ خوش شکل نوجوان میٹرک پاس ہے اور ابھی ۸۶/ روپیہ ماہوار پر گورنمنٹ کا ملازم ہے جس کا گریڈ ۲۵/ روپیہ تک ہے۔ نیک اور صاحب جائیداد ہے۔ زمیندارہ جاٹ قوم کے رشتہ کو ترجیح دی جائیگی۔ لڑکی خوش شکل دیسیرت اور مڈل پاس امور خانہ داری سے واقف شریف گھرانہ کی ہو خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کی جاوے۔

این۔ اے چوہدری نصرت آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ فضل بھمبرو ضلع تھرپارکر سندھ

—— راولپنڈی ۲۸ جنوری: آج وزیر اعظم پاکستان آنریبل مسٹر لیاقت علیخان نے پاکستانی فوج کا معائنہ کیا۔ فوج کی چستی اور چالاکی دیکھ کر بہت ہی مطمئن ہوئے

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب نواب زادہ فتح اللہ خاں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع جھنگ

دعویٰ فک الرہن میعادی از خریف سنہ ۱۹۴۱ء تا ربیع سنہ ۱۹۵۳ء بالعوض مبلغ ۱۴۷۵/

نمبر مقدمہ ۱۶ بابت سنہ ۱۹۴۹ء

احمد ولد محمد قوم چدھڑ راجپوت سکنہ قدیمی تحصیل و ضلع جھنگ بنام جوالا داس

بنام جوالا داس ولد نانک چند قوم اروڑہ ڈھنگ سکنہ منصور سیالی تحصیل و ضلع جھنگ مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمیٰ جوالا داس مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام جوالا داس مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر جوالا داس مذکور تاریخ ۲۴ ماہ فروری سنہ ۱۹۴۹ء کو بمقام جھنگ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگی تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی۔ آج بتاریخ ۲۵ ماہ جنوری سنہ ۱۹۴۹ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب نواب زادہ فتح اللہ خاں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع جھنگ

دعویٰ فک الرہن میعادی از خریف سنہ ۱۹۴۰ء تا ربیع سنہ ۱۹۵۳ء بالعوض مبلغ ۳۲۶۸/

خادم حسین بالغ ملازم حسن شمس الحسن چراغ علی نابالغان پسران محمد شاہ۔ بولایت خادم حسین برادر حقیقی خورد۔ امام شاہ و سلطان شاہ پسران دوحہ شاہ اقوام سید بخاری ساکنان فتح دریا تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ بذریعہ امام شاہ مختار عام بنام ہوشناک رام وغیرہ

بنام (۱) ہوشناک رام ولد برکت رام کھتری مرونہ ساکن ربوعہ تحصیل چنیوٹ (۲) امیر چند ولد دولا رام قوم کوانڑہ ساکن جسرت تحصیل چنیوٹ (۳) صاحب دتہ ولد گنگا رام قوم کھتری احمدیانی (۴) لال چند ولد بھاگ رام قوم اروڑہ ڈھنگ (۵) گوپال داس ولد لدھا رام قوم اروڑہ ڈھنگڑہ مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمیٰ ہوشناک رام وغیرہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام ہوشناک وغیرہ مذکوران جاری کیا جاتا ہے کہ اگر ہوشناک رام وغیرہ ۵ مذکوران وغیرہ تاریخ ۲۴ ماہ فروری سنہ ۱۹۴۹ء کو بمقام جھنگ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی۔

آج بتاریخ ۲۵ ماہ جنوری سنہ ۱۹۴۹ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب نواب زادہ فتح اللہ خانصاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع جھنگ

دعویٰ فک الرہن میعادی از خریف سنہ ۱۹۳۶ء تا خریف سنہ ۱۹۵۲ء بالعوض ۱۴۷۶/ مقدمہ نمبر ۵ بابت سال سنہ ۱۹۴۹ء

نور محمد ولد دین محمد قوم جٹ جندڑ ساکن بستی ولی محمد تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ بنام رام چند وغیرہ

بنام رام چند ولد آسا رام قوم اروڑہ گندا ساکن بستی ولی محمد بخش تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ۔ کرم چند ولد موتی رام قوم اروڑہ اہلوپہ ساکن بستی ولی محمد تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ۔ مذکوران تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا رام چند وغیرہ مذکوران جاری کیا جاتا ہے کہ اگر رام چند وغیرہ مذکور ۱۴ ماہ فروری سنہ ۱۹۴۹ء کو بمقام جھنگ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل آئے گی۔ آج بتاریخ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۴۹ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

مہر عدالت — دستخط حاکم

پناہ گزینوں کیلئے دس ہزار نئے مکان

کراچی ۲۹ رجنوری۔ آج کراچی ایڈمنسٹریشن نے فیصلہ کیا ہے کہ شہر کے بیرونی حصے گولیمار کے علاقہ میں پناہ گزینوں کے لئے دس ہزار مکانات تعمیر کئے جائیں۔ جو مکان بن رہے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔ سکیم کے تحت زمین کے ۵۰۰۰ ٹکڑے ان پناہ گزینوں کو الاٹ کر دئے جائینگے جنکی اتنی استطاعت ہو کہ وہ خود مکان بنا سکیں اور ۲۵۰۰ ٹکڑے ان آدمیوں کو دئے جائینگے جو ان پر روپیہ خرچ کر سکیں۔ یہ سرمایہ دار مکان کا کرایہ لے سکیں گے۔ لیکن قبضہ کرنیکے مجاز نہ ہونگے۔

چائے کی صنعت کو فروغ دینے کی کوشش

سلہٹ ۲۹ رجنوری۔ آج حکومت پاکستان کے وزیر تجارت و صنعت مسٹر فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ چائے کی صنعت کو فروغ دینا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں ہماری کافی تکلیفات دور ہو گئی ہیں کیونکہ پاکستان نے بین الاقوامی چائے کے معاہدہ پر دستخط کر دئے ہیں۔ اور اب ہم دنیا کے ہر ملک سے چائے کے بیج حاصل کر سکتے ہیں

.... مسٹر فضل الرحمٰن نے بتایا۔ کہ مختلف ممالک جو چائے پر ٹیکس لگا دیتے ہیں۔ وہ ٹیکس چائے کے باغات کے فروغ اور اپنے ملک سے باہر پروپیگنڈا کیلئے خرچ کیا جاتا ہے۔

گورنر جنرل کے حکم کا خیر مقدم

سیالکوٹ۔ ۲۹ رجنوری۔ سیالکوٹ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کے جنرل سکرٹری مسٹر محمد اقبال چیمہ ایڈووکیٹ نے ہمارے نامہ نگار خصوصی کو مغربی پنجاب کی وزارت اور اسمبلی کے توڑ دیئے جانے پر گورنر جنرل پاکستان کے حکم کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا۔

ہر چند کسی جمہوری ملک کے کسی حصہ میں انفرادی راج کا قیام پسندیدہ تصور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن مغربی پنجاب کی پارٹی بازی اور ارکان اسمبلی کی نااہلی کے پیش نظر والاشان گورنر جنرل کے لئے کوئی چارہ کار بھی نہ تھا۔ جو کچھ ہوا۔ وہ ہمارے ہی منتخبہ نمائندوں کی بے ضابطگیوں اور خود غرضیوں کا نتیجہ ہے۔ اب ہمیں ماضی کے حالات و واقعات سے سبق حاصل کر کے فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ کہ آئندہ انتخابات میں صرف ان لوگوں کو ووٹ دیں۔ جو قوم کے بہی خواہ۔ ذاتی اغراض پر ملکی اغراض کو ترجیح دینے والے اور عوام کی رائے کا احترام کرنے والے ہوں۔

آپ نے کہا ہمیں پاکستان کو اقتصادی اور معاشرتی اعتبار سے دوسرے عظیم الشان ممالک کے دوش بدوش چلانا ہے۔

[illegible] مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہم

۴ رفروری کو منٹو پارک لاہور میں میلہ منعقد ہوگا

لاہور ۲۹ رجنوری۔ ۴ رفروری ۱۹۴۹ء بروز اتوار بوقت دس بجے دن منٹو پارک لاہور میں بھرتی سے متعلق ایک میلہ منعقد کیا جائے گا۔ ایک جامع پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ جس میں کھیلیں اور دیگر سامان تفریح بھی شامل ہوگا۔ اور کشتیاں بھی لڑی جائینگی پاکستان فوج کی ڈرل اور جسمانی ورزش کے کرتب بھی دکھائے جائیں گے۔ میلہ میں محکمہ زراعت کواپریٹو صحت۔ عامہ۔ وٹرنری اور صلیب احمر سوسائٹی کی طرف سے نمائش بھی ہوگی۔ جسمیں فوج اور پولیس کے باجے بھی شامل ہوں گے۔

تمام ضلعوں کے علاقوں کے سابق فوجیوں کو میلہ میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے سابق فوجیوں کے استقبال کے لئے انتظام کیا گیا ہے لاہور ایریا کے بھرتی کرنے والے افسران تمام سابق فوجیوں کی بھرتی کا انتظام کرینگے۔ جو جسمانی طور پر موزوں اور بھرتی کے خواہشمند ہوں ہز ایکسیلینسی گورنر مغربی پنجاب اور بڑے بڑے سول و ملٹری افسران کو میلہ میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

۱۹۵۱ء میں پاکستان کا تیار کیا ہوا کاغذ غیر ملکوں کو بھی روانہ کیا جا سکیگا

کراچی ۲۹ رجنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ مشرقی پاکستان میں کاغذ کی مل تیار کرنے کے ابتدائی انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ اور پاکستان کا تیار کیا ہوا کاغذ غیر ملکوں کو بھی بھیجا جائے گا۔ حکومت پاکستان نے کناڈا کی کاغذ کی مل کے ساتھ صلاح مشورہ کرنے کے بعد مل قائم کرنے کے لئے چٹاگانگ سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر ایک خاص مقام چن لیا ہے توقع ہے کہ آئندہ برس کے خاتمہ پر یہ مل مکمل ہو جائیگی اور ۱۹۵۱ء کے آغاز میں اپنا کام شروع کر دیگی۔ اس کے بعد پاکستان کا تیار شدہ کاغذ غیر ممالک کو بھی روانہ کیا جا سکے گا۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ اس پر کتنا روپیہ لگایا جائیگا۔ لیکن خیال ہے کہ یہ کام ایک پرائیویٹ ادارے کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اس پر ۹ کروڑ روپے کی منظور شدہ رقم خرچ کریگا۔ معلوم ہوا ہے کہ بہت سے غیر ممالک میں کچا مواد نہ ہونے کی وجہ سے کاغذ کی ملیں بند ہو گئی ہیں لیکن مشرقی پاکستان میں بانس کا گودا کافی مقدار میں پیدا ہوتا ہے اور چھپا ہو سکتا ہے۔ اس وقت پاکستان ہندوستان کی کاغذی صنعت کے لئے ۴۰ ہزار ٹن بانس روانہ کر رہا ہے۔ کناڈا کے ماہر مسٹر میکار جو چٹاگانگ

روزانہ اخبارات کے حجم و قیمت کا فیصلہ

لاہور۔ ۲۹ رجنوری "نیوز سروس" میں خام اور خبروں کی کمی کی وجہ سے لاہور کے روزانہ اخباروں نے متفقہ طور پر مندرجہ ذیل فیصلے کئے ہیں۔

(۱) یکم فروری سے ڈاک ایڈیشن بند کر دیا جائے۔

(۲) اخبارات کے صفحات کم کر دیئے جائیں۔ جو اخبار ہفتہ میں چھ دن شائع ہوتے ہیں۔ وہ ہفتہ بھر میں زیادہ سے زیادہ (۴۲) صفحات دے سکتے ہیں۔ اور جو اخبار ہفتہ میں سات دن چھپتے ہیں۔ اس امر کے پیش نظر کہ اس دن کئی اخبار علمی ادبی ضمیمہ شائع کرتے ہیں۔ پیر کی صبح کو شائع ہونیوالا پرچہ ساتویں دن کا پرچہ شمار ہوگا۔ اور اس کے زیادہ سے زیادہ صفحات بارہ ہوں گے۔ مگر منگل سے اتوار تک شائع ہونے والے پرچوں کی مجموعی تعداد صفحات ۴۲ سے زائد نہیں ہوگی۔

(۳) چھ دن میں ۴۲ صفحات دینے والے پرچوں کی قیمت ۲ ر فی پرچہ ہوگی۔

(۴) سنڈے ایڈیشن کی قیمت میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ صفحات کے متعلق فیصلہ پر بھی یکم فروری ہے۔ عمل شروع ہو جائے گا۔

(۵) یکم اردو کے پرچوں کی صفحوں کی تعداد چھ چھ صفحات لازماً ہوگی۔

(۶) اس فیصلہ پر ہر دستخط کنندہ اخبار اس وقت تک عمل کرے گا۔ جب تک دوبارہ سب اخبار صفحات کی تعداد بڑھانے کا فیصلہ نہ کریں۔

(۱) امروز	(۵) نوائے وقت	(۹) زمیندار
(۲) احسان	(۶) نازی	(۱۰) انقلاب
(۳) سفینہ	(۷) غالب	
(۴) الفضل	(۸) مغربی پاکستان	(۱۱) جدید نظام

ہم عالی دفاع اور ان تھک کارکنوں کو ملک و قوم کی خدمت کا موقع دینا چاہیئے۔

(نامہ نگار خصوصی)

—— لاہور۔ ۲۹ رجنوری ویسٹ پنجاب یونین آف جرنلسٹس کا جنرل اجلاس یکم فروری کو ساڑھے چار بجے وائی ایم سی اے ہال میں منعقد ہوگا۔ ایجنڈے میں چند اہم مسائل کے متعلق ایگزیکٹو کمیٹی کی منظور کردہ قرارداد پر غور کیا جائے گا۔

اور ڈھاکہ کا دورہ کر چکے ہیں۔ کل رات کراچی روانہ ہو گئے۔ انہوں نے ایک بیان میں کہا کہ حکومت پاکستان بانس کا گودا کافی تعداد میں تیار کر سکتی ہے۔ کیونکہ یہاں خام جنس کافی تعداد میں مل سکتی ہے۔ انہوں نے کہا۔ مشرقی پاکستان کے جنگلات پاکستان کا سونا ہیں۔

سرکاری ملازموں کا مہنگائی الاؤنس

حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ ڈھائی سو روپیہ ماہوار کے حساب سے تنخواہ پانے والے تمام سرکاری ملازمین کا مہنگائی الاؤنس دس روپے ماہوار یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے بڑھا دیا جائے۔ ہندوستانی سرکاری ریلوں کے ملازمین جو نقد مہنگائی الاؤنس حاصل کرتے ہیں۔ وہ بھی اس سے مستفید ہوں گے۔

سلہٹ میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ

سلہٹ ۲۹ رجنوری۔ سلہٹ میں مسٹر بوس کا ۵۳ جنم دن منانے کے تمام پروگرام منسوخ کر دئے گئے ہیں۔ کیونکہ حکام نے سلہٹ میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی ہے۔

کراچی میں امریکی نوادر کی نمائش

کراچی ۲۹ رجنوری۔ کراچی کی انجمن فنون لطیفہ (کراچی فائن آرٹس سوسائٹی) کی طرف سے چند تصاویر کی نمائش کا انتظام کیا گیا ہے یہ نمائش امریکی نوادر پر مشتمل ہوگی۔

ادویات کے ایکٹ کے نفاذ میں التواء

لاہور ۲۹ رجنوری حکومت پاکستان نے ایکٹ ادویات مجریہ ۱۹۴۰ء اور پیٹنٹ ادویات کی درآمد پر کنٹرول رکھنے سے متعلق اس ایکٹ کے ماتحت مقررہ قواعد کے نفاذ و احکام کو یکم جولائی ۱۹۴۹ء تک ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ ایسی ادویات کی رجسٹریشن و حقوق ملکیت اور ان پر لیبل لگانے سے متعلق احکام کی تعمیل میں مزید وقت دیا جا سکے۔

محکمہ روزگار کی مساعی

لاہور ۲۹ رجنوری۔ مغربی پنجاب اور صوبہ سرحد کے روزگار کے تیرہ دفتروں میں جن آٹھ سو چھتیس اشخاص نے روزگار کی کوشش کی تھی ان میں سے چار سو دس اشخاص کو ۲۵ جنوری ۱۹۴۹ء کو ختم ہونے والے ہفتہ میں کام دیا گیا ہے

روزگار کے تمام دفتروں میں موٹر مکینک۔ نرس۔ موٹر ڈرائیور۔ لوہار۔ ان ٹرینڈ استاد۔ کلرک۔ منشی۔ چپڑاسی اور دفتری مل سکتے ہیں۔